حضرت مولانا طارق جمیل

U/0048/10-02-S/R

نام کتاب	:	بے نمازی مقام عبرت
از	:	مولانا طارق جمیل مدظلہ
ترتیب و تدوین	:	حافظ محمد سلیمان صاحب
باہتمام	:	حافظ محمد احمد چوہدری
ناشر	:	عمر پبلی کیشنز فسٹ فلور یوسف مارکیٹ
		38-اردو بازار، لاہور۔ فون:7356963
اشاعت	:	اکتوبر 2002ء
قیمت	:	15:00 روپے

بے نمازی

مقام عبرت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo بسم اللہ الرحمن الرحیمo فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗo وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗo وقال النبی ﷺ الا فعملو وانتم من اللہ علی حضر واعملوا انکم معروضون علی اعمالکم. فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗo وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ o او کما قال ﷺ.

میرے بھائیو! اس وقت ساری دنیا کے انسان، کیا کافر، کیا مسلمان، وہ من چاہی زندگی پر چل رہے ہیں۔ جو جی میں آیا وہ کرتا ہے، جو جی میں نہیں آیا وہ نہیں کرتا، اپنی من چاہی زندگی کا دستور گزشتہ تین سو سال سے باطل کی محنت ہوتے ہوتے، وہ ہمیں اس وقت یہاں تک پہنچا چکے ہیں، کہ اللہ کی ذات سے اثر لینا یا اس کے رسول سے اثر لینا، یا آخرت سے اثر لینا ہمارے دلوں سے یا مٹ چکا ہے یا بہت دھندلا ہو چکا ہے۔

یعلمون ظاهرا من الحیوة الدنیا

بس یہ دنیا کے چار دن ہی ہمیں اچھے لگ رہے ہیں۔

وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غَافِلُوْن

اور موت کے بعد جو آنے والی زندگی ہے۔

اس سے یہ سارا جہان غافل ہے۔

خالق کائنات:

یہ کائنات اللہ کی ہے، یہ زمین اللہ کی ہے، عرش و فرش اللہ کا ہے، یہاں وہ ہوگا جو اللہ چاہتا ہے یہاں وہ نہیں ہوگا جو دنیا کے بادشاہ چاہتے ہیں، صدر، وزیر، فوجیں چاہتی ہیں۔ بلکہ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰه ساری حکومت اللہ کے ہاتھ میں اور وہ من قبل شروع سے ہے اور من بعد آخر تک ہے، اور وہ ایسی حکومت والا ہے کہ جس کو زوال کوئی نہیں۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْن

جس کا مقابل کوئی نہیں۔

مَا كَانَ مَعَهٗ مِن اله

جس کا کوئی شریک نہیں۔

لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّ لَا وَالِدًا وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ

جو کسی سے پیدا نہیں ہوا نہ اس سے کوئی پیدا ہوتا ہے۔

لم يلد ولم يولد

سارے جہان کو بنایا خود بننے سے پاک ہے،

سارے جہان کو مارتا ہے، مارتا رہے گا، خود موت سے پاک ہے،

سب کو بنایا خود بننے سے پاک ہے۔

سب کو مارا مرنے سے پاک اپنے ارادوں میں وہ کامل ہے۔

مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ

وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

وَمَالَمْ يَشَالَمْ يَكُن

وہ نہ چاہے تو کوئی کروا ہی نہیں سکتا۔

وما تشائون الا ایشاء اللہ رب العلمین

تم بھی اللہ کے محتاج ہو، تمہارا چاہا بھی اس وقت پورا ہوگا جب اللہ تعالیٰ بھی چاہ لے گا۔

فرعون کی ساری طاقت لگی کہ موسیٰ علیہ السلام کو ذبح کرنا ہے، اللہ کا ارادہ ہے کہ ہم نے زندہ رکھنا ہے، اتنی کثرت سے بچے قتل ہوئے کہ اس کی اپنی قوم نے کہا کہ حکومت کس پر کرنی ہے؟

ایک سال چھوڑو ایک سال مارو، جس سال چھوڑتا تھا اس سال ہارون علیہ السلام کو اللہ نے پیدا فرمایا، جس سال قتل کرتا تھا، اس سال موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے پیدا فرمایا، حالانکہ اس کا عکس کرتا تا کہ معاملہ آسان ہوتا، لیکن اللہ کی قدرت کو کون جانتا۔ پھر ایسا نظام چلایا کہ اس کو پانی میں ڈلوایا، پانی سے فرعون کے دربار میں پہنچایا ام موسی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ غمگین، جب یہ دریا میں ڈالوں گی تو یا ڈوبے گا یا مرے گا اور اس سے بچانا چاہتی ہوں تو یہ موت میں جا رہا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فاذا خفت علیه فالقیه فی الیم

اسے دریا میں ڈالو، وہ دریا اسے کہاں لے جائے گا؟

فلیلقه الیم بالساحل

وہ دریا اسے ساحل پہ پھینکے گا، وہاں سے کیا ہوگا؟

یاخذہ عدولی

میرا دشمن فرعون پکڑے گا۔

وعدولہ اس کا بھی دشمن ہے، اس کو پکڑ لے گا، تو موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے جی میں آیا، یا اللہ! جس سے بچانا ہے، وہی اس کو پکڑے گا تو تب بچے گا کیسے؟ وہ تو اس کو دیکھتے ہی ذبح کر دے گا، تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لا تخافی ولا تحزنی

نہ اس کی موت کا غم کھا، نہ اس کی موت کا خوف کھا، نہ اس کی جدائی کا غم کھا۔

انا رادوہ الیک

تو دیکھے گی میں اسے واپس تیری گود میں لوٹاؤں گا۔

وجاعلوہ من المرسلین

تیری زندگی میں میں اسے رسول بنادوں گا۔

یہ دونوں کام تو دیکھ کے مرے گی، اس سے پہلے نہیں مرسکتی، وہ فرعون کی گود میں جائے یا بھتی آگ میں گرے، یا وہ طوفانی موجوں میں

گرے، بچانا جب تیرے اللہ کا ارادہ ہو جاتا ہے تو کائنات کا ہر سبب پھر حفاظت میں استعمال ہوتا ہے، پھر ہلاکت میں استعمال نہیں ہو سکتا ہے۔

جب وہ ہلاکت کا ارادہ کرتا ہے تو حفاظت کے اسباب بھی موت کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔

جب وہ عزت کا ارادہ کرتا ہے تو ذلت کے اسباب بھی عزت کا ذریعہ بنتے ہیں۔

جب وہ ذلیل کرنے کا ارادہ کرتا ہے، تو عزت کے اسباب میں سے ذلت نکلنا شروع ہو جاتی ہے۔

جب محبتیں لاتا ہے تو نفرتوں میں سے محبتیں نکال کے دکھاتا ہے، جب نفرتیں لاتا ہے تو محبتوں کو نفرتوں میں بدل کے دکھاتا ہے۔

اس کائنات میں حکومت اللہ تعالیٰ کی ہے، یہاں وہ ہوگا جو اللہ چاہتا ہے۔

ابراہیمؑ کی آزمائش:

ساری کی ساری نمرود کی طاقت استعمال ہوئی کہ ابراہیم کو آگ میں جلا دو، لکڑیاں اکٹھی ہوئیں، ڈھیر لگایا گیا اور ایسی آگ دہکی کہ اوپر سے اڑنے والا پرندہ بھی اس میں جا کے گر کے راکھ ہو جائے۔

اب ابراہیم علیہ السلام کو پھینکنے کا وقت آیا، تو آگ کے قریب جائے گا کون؟ راستہ ہی کوئی نہیں، ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے خود چلا جا وہ

کہنے لگے میں کیوں جاؤں؟ تم نے جلاتا ہے، پھینکو مجھے اب پھینکنے کا طریقہ کوئی نہیں، قریب جائیں تو خود چلتے ہیں۔ شیطان نے ایک ہتھیار بنا کے دیا، غلیل کی طرح، اس میں اتار کے پھینکا، کپڑے اتارے، رسیوں سے باندھا، جب ہوا میں اڑے تو جبرائیل دائیں طرف آ گئے اور پانی کا فرشتہ بائیں طرف آ گیا، درمیان میں ابراہیم علیہ السلام، ادھر جبرائیل علیہ السلام، ادھر پانی کا فرشتہ اور ابراہیم علیہ السلام خاموش ہیں بس اتنا کہہ رہے ہیں:

حسبی اللہ و نعم الوکیل

اس سے آگے کچھ نہیں بول رہے اور ادھر پانی کا فرشتہ اس انتظار میں ہے کہ ابھی اللہ تعالیٰ فرمائے گا پانی ڈالو، آگ بجھاؤ، ادھر جبرائیل علیہ السلام اس انتظار میں ہے کہ یہ مجھ سے کچھ کہیں تو میں آگے آؤں، تو جب دیکھا کہ ابراہیم بولتے نہیں ہیں تو وہ بے قرار ہو گئے کہ یہ آگ میں جل جائے گا؟ جبرائیل بھی یہی جانتے ہیں کہ آگ جلاتی ہے، کہنے لگے:

ابراہیم آپ کو میری کوئی ضرورت نہیں؟ تو فرمایا اما الیک فلا ضرورت ہے، پر مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں اما الی اللہ فنعم بے شک اللہ کا ضرور محتاج ہوں، پر تیرا محتاج کوئی نہیں ہوں، آگ میں جا رہے ہیں جب جبرائیل علیہ السلام سے بھی نظر ہٹ گئی اور پانی کے فرشتے سے بھی ہٹ گئی، تو اللہ تعالیٰ نے براہ راست آگ کو حکم دیا۔

یانار کونی بردا وسلام علی ابراھیم

اے آگ ٹھنڈی ہو جا، سلامتی کے ساتھ، میرے ابراہیم پر۔

تو اللہ جل جلالہ نے ایسا ٹھنڈا فرمایا کہ اس کے شعلوں کو گود بنا دیا، شعلوں نے ابراہیم علیہ السلام کو گود میں لے لیا، جیسے ماں بچے کو چارپائی پر لٹاتی ہے ایسے آرام سے انگاروں پر بٹھایا، آگ کو شفاف بنا دیا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام کا باپ آذر، جو جانی دشمن اور قتل کے در پہ تھا جب اس کی نظر پڑی تو اس کی زبان سے بھی بے ساختہ نکلا۔

نعم الرب ربک یا ابراھیم

اے ابراہیم! تیرے رب کے کیا کہنے، کیا ہی زبردست تیرا رب ہے۔

آخری فیصلہ اللہ کا ہے:

میرے بھائیو! کائنات میں جو بھی شکل ہے، جو بھی صورت ہے، اس کو اللہ نے بنایا ہے، وہ اللہ کے قبضے میں ہے وہ اللہ کے تابع ہے، اللہ کی چاہت سے استعمال ہوتی ہے، اس جہان میں فیصلہ اللہ کا حتمی چلتا ہے، جو زمین کو کہے گا وہ کریں گی، جو آسمانوں کو کہے گا وہ کریں گے، جو ہواؤں کو کہے گا وہ کریں گی، جو پانیوں کو کہے گا وہی ہوگا، ساری کائنات میں آخری فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔

میرے بھائیو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانی زندگی کے حالات کو، اس کے اعمال کے ساتھ جوڑا ہوا ہے، ساری دنیا کی طاقتیں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو بدل نہیں سکتی، جب لوگوں کے اعمال بگڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ حالات کو بھی برباد کرتا ہے اور آخرت کو بھی برباد کرتا ہے، مال نے نہ کسی کو اللہ کی

بارگاہ میں پہلے عزت دلائی نہ آج کسی کو کامیاب کرا سکتا ہے۔

انسانیت آج اللہ کو للکار رہی ہے:

بھائیو! آج یہ دھوکہ ہے کہ ہم اپنی من چاہی پر چل رہے ہیں، ہمیں اللہ کے دستور کا پتہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کن چیزوں سے راضی ہے، کن چیزوں سے ناراض ہے، کس پر اس کی پکڑ آتی ہے، کس پر وہ معاف کرتا ہے، اس لیے یہ ساری دنیا کے انسان انتہائی خطرے میں چل رہے ہیں کہ وہ سارے اعمال جن پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے وہ پوری دنیا میں ہیں، ہر محلے میں ہیں، ہر بازار میں ہیں، پورے پاکستان میں ہیں، پوری دنیا میں ہیں، پورے چھ براعظم میں پھیلی ہوئی انسانیت آج اللہ کو للکار رہی ہے اور کبیرہ گناہوں کے ساتھ زمین کو بھر دیا ہوا ہے۔

ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس

اور اللہ اپنی سنت قرآن کے ذریعے سے بتاتا ہے کہ جب تم جیسی قوموں نے، تمہارے جیسے اعمال اختیار کیے، تو یہ سنو:

قوم نوح پر عذاب:

ایک قوم تم سے پہلے آئی، نوح علیہ السلام کی، جنہوں نے زمین کو کفر سے بھر دیا، الٹا میرے نبی سے کہنے لگے۔

فاتنا بما تعدنا ان کنت من الصدقین

وہ عذاب لاؤ، جس سے تم ہمیں ڈراتے تھے اور وہ عذاب لاؤ جس کا تم

نے وعدہ کیا ہوا ہے۔
پھر ہمارا وہ دن آیا۔

ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر وفجرنا لارض عيونا فالتقى الماء على امر قد قدر

آسمان کے دروازے کھولے، زمین کو چشمہ بنادیا۔
یہ نہیں کہا کہ زمین سے پانی نکالا، کہا:

فجرنا الارض عيونا

ہم نے پوری زمین کو چشمہ بنادیا۔

روئیں روئیں سے پانی اُبلنے لگا اور آسمان سے پانی گرا، زمین سے پانی نکلا اور ساری کائنات میں وہ پانی پھیلا، ایک تفسیر میں، میں نے پڑھا کہ اگر اللہ تعالیٰ اس دن کسی پر رحم کرتا تو ایک عورت پر رحم کرتا جو بچے کو لے کے بھاگ رہی تھی کہ کوئی جائے پناہ ملے اور میں بچ جاؤں اور وہ بھاگتے بھاگتے ایک اونچے پہاڑ پر چڑھی، جس سے اونچا پہاڑ کوئی نہیں تھا، پیچھے سے پانی آیا، اس نے پہاڑ کو جو ڈبویا پھر اس کے پاؤں پر چڑھا، پھر اس کے سینے پر آیا، پھر اس نے بچے کو اوپر کرلیا پھر اس کی گردن تک آیا تو اس نے بچے کو اپنے سر سے اوپر کرلیا کہ شاید بچہ بچ جائے پر پانی کی موج نے نہ بچے چھوڑے نہ بڑے چھوڑے، سب کو برابر کردیا، یہاں تک کہ نوحؑ کے اپنے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے غرق کردیا۔

وحال بينهم الموج فكان من المغرقين

تین آدمی ایک غار میں چھپ گئے اور اوپر پتھر رکھ لیا کہ یہاں تو پانی نہیں آئے گا، چاروں طرف جو پانی کا تماشا دیکھا تو اندر بیٹھ گئے، تھوڑی دیر میں تینوں کو تیز پیشاب آیا اور بے قرار ہو کر پیشاب کرنے بیٹھے، اللہ نے پیشاب کو جاری کر دیا اور وہ پیشاب کرتے کرتے، اپنے ہی پیشاب میں غرق ہو کے مر گئے۔

جو کام قوم نوح کرتی تھی وہ کام آج ہو رہے ہیں، ساری دنیا میں ہو رہے ہیں۔

قوم عاد پر عذاب:

قوم عاد آئی، بڑی طاقتور، یہاں تک کہ للکارنے لگے۔

من اشد منا قوة

کوئی ہے ہم سے بڑا طاقتور۔

تو لاؤ نا ہمیں جس سے ڈراتے ہو؟

ان نقول الا اعتراک بعض الهتنا بسوء

ہمارے خداؤں نے تیری عقل خراب کر دی ہے، ہم سے تو بڑا کوئی طاقتور نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اولم یرو ان الذی خلقهم هو اشد منهم قوة

اے ھود انہیں بتاؤ، جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، وہ تم سے زیادہ طاقتور ہے۔

تو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ حجت پوری ہوئی اور وہ اپنے تکبر میں بڑھتے رہے، نافرمانی میں بڑھتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے عذاب کا دروازہ

کھولا، قحط آ گیا، انسان ایسے بھوکے اور وہ انسان ہماری طرح تو نہیں تھے بلکہ چالیس ہاتھ قد ہوتا تھا، تیس ہاتھ قد ہوتا تھا، آٹھ سو سال نو سو سال عمر ہوتی تھی، نہ بوڑھے ہوتے تھے، نہ بیمار ہوتے تھے، نہ دانت ٹوٹتے نہ کمزور ہوتے، نہ نظر کمزور ہوتی، جوان تندرست توانا، صرف موت آتی تھی، اس کے علاوہ انہیں کچھ نہیں ہوتا تھا۔

اب ان کو بھوک بھی زیادہ لگی اور وہ اپنی ضرورتوں کا غلہ بھی کھا گئے، حلال بھی کھا گئے، حرام بھی کھا گئے، پھر کتے بھی کھا گئے، بلے بھی کھا گئے، چوہے بھی کھا گئے، جو چیز ہاتھ میں آئی، سانپ بھی کھا گئے۔ ہر چیز کھا گئے پر نہ بارش کا قطرہ گرا، نہ زمین کا دانہ پھوٹا، یہاں تک کہ درخت توڑ توڑ کے ان کے پتے بھی چبا گئے، قحط دور نہ ہوا تو پھر انہوں نے ایک وفد بیت اللہ بھیجا کہ ہمیں بارش دو تو جب مصیبت آتی تھی اوپر والے کو پکارتے تھے، جب وہ کام کر دیتا تھا پھر سرکش ہو جاتے تھے، پھر انہیں پتھروں کو پوجتے تھے۔

تو اللہ تعالیٰ نے تین بادل سامنے کیے، آواز آئی، ان میں سے ایک کا انتخاب کرو، ایک سفید، ایک سرخ، ایک کالا، تو آپس میں کہنے لگے، سفید تو خالی ہوتا ہے، سرخ میں ہوا ہوتی ہے، کالے میں پانی ہوتا ہے، انہوں نے کہا یہ کالا بادل چاہیے، آواز آئی کہ پہنچے گا، یہ واپس پہنچے، انہوں نے کہا بارش ہوگی، پھر جب ساری قوم اکٹھی ہوئی تو اللہ نے وہ بادل بھیجا۔

فلما راوه عارضا مستقبل اوديتهم

وہ بادل آیا کالا، کہنے لگے:

هذا عارض ممطرنا

وہ دیکھو آئی بارش۔

تو اللہ نے کہا:

بل هو ما استعجلهم به

یہ بارش نہیں ہے یہ وہ عذاب ہے جو تم ھود سے کہتے تھے۔

کون ہے ہم سے بڑا جو ہمیں کچھ کر لے؟ اب تیار ہو جاؤ۔

ريح فيها عذاب اليم تدمر كل شئى بامر ربها

اب دیکھو کیسے تمہارا رب تمہیں اڑاتا ہے۔

ان کے گھروں کو ہوا نے اڑا دیا، ان کو ہوا نے اڑا دیا، ساٹھ ساٹھ ہاتھ اونچے قد کے لوگ، اور تنکے کی طرح ہوا میں اڑ رہے تھے اور ان کے سروں کو آپس میں ہوا ٹکرا رہی تھی، وہ گھومتے تھے، سر ٹکراتے تھے، بعض لوگ بھاگ کے غاروں میں چھپ گئے، تو ہوا کا بگولہ ایسے زور دار طریقے کے ساتھ غار کے اندر جاتا اور پھر ایک دھماکے کے ساتھ ان کو باہر نکالتا، پھر ان کو ہوا میں اچھال دیتا گیند کی طرح، پھر ان کے سر آپس میں ٹکراتے ٹکراتے ان کی کھوپڑیاں پھٹ گئیں اور ان کے بھیجے ان کے چہروں پر نکل آئے اور پھر اللہ نے الٹا کے ان کو زمین پر مارا، سر الگ ہو گیا، دھڑ الگ ہو گیا پھر اللہ نے للکار کے پوچھا۔

فهل ترى لهم من باقيه

کوئی ہے باقی تو دکھاؤ

کہ اس کا بھی صفایا کر دوں، کوئی نظر نہ آیا، سب کو اللہ نے مٹایا، جو کام عاد کرتی تھی وہ کام آج پوری دنیا میں ہو رہے ہیں۔

پھر ایک قوم ثمود آئی، انہوں نے سنا تھا کہ عاد کو ہوا نے اڑا دیا تھا، تو انہوں نے پہاڑ کے اندر گھر بنائے کہ اندر ہمیں کون کچھ کہے گا، اندر تو ہوا جا ہی نہیں سکتی، جائے گی بھی تو کہاں تک اندر جائے گی، نافرمانی نہیں چھوڑی، الٹے کام کو چل پڑے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہوا نہیں بھیجی، ایک فرشتہ آیا (بھیجا)۔

مکرو مکرا

انہوں نے مکر کیا۔

ومکرنا مکرا

ہم نے ان کے مکر کو توڑ دیا۔

فانظر کیف کان عاقبة مکرھم

آج ان کا انجام دیکھو۔

انا دمرنھم وقومھم اجمعین فتلک بیوتھم خاویة بما ظلموا ان فی ذالک لایة لقوم یعلمون وانجینا الذین امنو و کانو یتقون

اللہ تعالیٰ نے کہا، یہ دیکھو، ایک فرشتہ آیا اس نے چیخ ماری اور ان کے کلیجے پھٹ گئے، چہرے نیلے اور کالے ہو گئے اور ساری قوم کو اللہ نے آن کی آن میں ہلاک کیا۔

تاجر قوم کا واقعہ:

پھر اس پر قوم شعیب کا اللہ نے قصہ سنایا، یہ تاجر قوم تھی، فیصل آباد کے بازاروں میں جو ناپ تول میں کمی ہے، وہ وہاں ہو رہی تھی، جو جھوٹ ہے، وہ وہاں چل رہا تھا، دکھانا کچھ اور دینا کچھ اور یہ وہاں چل رہا تھا، تولنے میں زیادہ، ناپنے میں زیادہ، یہ سارا کام جو کچھ ہو رہا ہے، وہ وہاں ہوا اور بڑھتا گیا اور ساری دنیا کی تجارت انہوں نے قبضے میں کر لی اور شعیب علیہ السلام نے کہا کہ بھائیوں باز آ جاؤ۔

اوفوا الکیل وزنوا باالقسطاس المستقیم

صحیح تولو، صحیح ناپو، ناپ تول میں کمی نہ کرو۔

جواب آیا:

اصلاتک تامرک ان نترک ما یعبد اباء نا او انفعل فی اموالنا مانشاء انک لانت الحلیم الرشید

اے شعیب! بس تو مسجد میں بیٹھ جا، ہمارے کاروبار میں دخل نہ دے، یہ تیری نمازیں ہمیں کہتی ہیں کہ ہم باپ دادا کے طریقہ چھوڑیں اور ہم اپنے کاروبار تیرے طریقے پر کریں گے تو ہم تو بھوکے ہو جائیں۔

اگر کسی سے آپ کہیں کہ بھائی دیانت سے تجارت کرو، تو وہ کہے گا میرا تو بجلی کا بل بھی ادا نہیں ہوتا، میں روٹی کہاں سے کھاؤں گا؟

میں نے ایک تیل والے سے کہا تم ملاوٹ کیوں کرتے ہو؟ اس نے

کہا اگر ملاوٹ کریں تو ایک ڈرم کے پیچھے پانچ سو روپیہ بچتا ہے اور خالص بیچوں تو پچاس روپے بچتے ہیں اور پچاس روپے سے میرا کیا ہوگا، سبزی گوشت بھی نہیں آتا اور پانچ سو روپے سے تو کتنے دن گزر جاتے ہیں۔

تو یہی کچھ قوم شعیب نے کہا کہ:

اصلاتک تامرک ان نترک ما یعبد آبائو نا او ان نفعل فی

اموالنا ما نشاء

میاں شعیب اپنے گھر بیٹھ جا، ہمیں تیری تبلیغ نہیں چاہیے، ہمیں اپنا کاروبار کرنے دے۔

یہی آج کے بازاروں میں مسلمان کہہ رہے ہیں کہ ہمیں یہ شریعت نہیں منظور، شریعت پر چلیں گے تو کاروبار کیسے ہوگا؟

جھوٹ نہ بولیں تو کام کیسے چلے گا؟

خیانت نہ کریں تو کام کیسے چلے؟

ناپ تول میں کمی نہ ہو تو کام کیسے چلے؟

سودی کام نہ ہو تو کام کیسے چلے؟

بنک نہ ہو تو کام کیسے چلے؟

یہ سارے اعتراضات جو آج کے تاجر کرتے ہیں یا دوکاندار کرتے ہیں یہ سارے اعتراضات شعیب علیہ السلام کی قوم نے کیے کہ

پھر کاروبار کیسے چلے گا؟

منڈیاں کیسے چلیں گے؟

پھر تجارت کیسے چلے گی؟

بھائی! ہم تو تجارت چلانے نہیں آئے، ہم تو اللہ کو راضی کرنے آئے ہیں۔ اللہ کو راضی کرتے ہوئے تجارت ٹھپ ہو جائے یا چل پڑے تو برکت سبحان اللہ ہم اس بات کے مکلف نہیں ہیں کہ ہم نے روٹی کھانی ہے اور بچوں کو کھلانی ہے، ہم اس بات کے مکلّف ہیں کہ ہم نے اللہ کے حکم کے مطابق کمانا ہے اور اس کے مطابق کھلانا ہے، اس میں کچھ بچے گا، کھلائیں گے نہیں بچے گا، فاقہ کریں گے، بچوں کو بھی کہیں گے، تمہارا باپ نہیں دے سکتا، میں تمہاری خاطر دوزخ کی آگ کو برداشت نہیں کر سکتا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے بارہ بیٹے تھے۔ جب ان کا انتقال ہونے لگا تو ان کے سالے مسلمہ بن عبدالملک کہنے لگے:

''امیر المومنین آپ نے بچوں پر بڑا ظلم کیا ہے''۔

کہنے لگے کیا ظلم کیا ہے؟

کہا ان کے لئے جو چھوڑ کے جا رہے ہو، وہ دو روپے فی کس ہے، تیرے بچوں کو ترکے میں دو روپے (یعنی دو درہم) ملیں گے تو یہ کیا کریں گے؟

ان کا تو نے کچھ نہ بنایا، تو زہر نے اثر کر لیا تھا۔ کہنے لگے مجھے بٹھا دو، تو انہیں بٹھا دیا، کہنے لگے بات سنو!

''میں نے ان کو حرام کوئی نہیں کھلایا اور حلال میرے پاس تھا ہی نہیں تو لہٰذا میں اس کا مکلف نہیں ہوں کہ ان کے لئے جمع کروں''۔

وہ کہنے لگے۔

ایک لاکھ روپیہ میں دیتا ہوں، میری طرف سے بچوں کو ہدیہ کردو،

کہنے لگے وعدہ کرتے ہو؟

کہنے لگا ہاں وعدہ کرتا ہوں،

کہنے لگے اچھا ایسے کرو، جہاں جہاں سے تم نے ظلم اور رشوت سے پیسہ اکٹھا کیا ہے نا، ان لوگوں کو واپس کردو، میرے بچوں کو تمہارے پیسوں کی ضرورت کوئی نہیں۔ پھر کہا میرے بچوں کو بلاؤ، سب کو بلالیا، تو اس کے بعد ارشاد فرمایا،

اے میرے بیٹو! میرے سامنے دو راستے تھے۔ ایک یہ تھا کہ میں تمہارے لئے دولت جمع کرتا، چاہے حلال ہوتی، چاہے حرام ہوتی، لیکن اس کے بدلے میں میں دوزخ میں جاتا۔

دوسرا راستہ یہ تھا کہ میں تمہیں تقویٰ سکھاتا، اللہ سے لینا سکھاتا اور خود جنت میں جاتا، میرے بچو! میں تمہارا باپ دوزخ کی آگ نہیں برداشت کرسکتا۔ لہٰذا میں نے تمہیں حرام نہیں کھلایا، نہ حرام جمع کیا، میں نے تمہیں دوسرا راستہ سکھادیا ہے۔ تقویٰ والا، جب کبھی ضرورت ہو میرے اللہ سے مانگنا، میرے اللہ کا وعدہ ہے۔

وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْن

کہ میں نیکوں کا دوست ہوں، نیکوں کا والی ہوں،

پھر اپنے سالے سے کہا،

مسلمہ اگر یہ میرے بیٹے نیک رہے تو اللہ انہیں ضائع نہیں کرے گا اور اگر یہ نافرمان ہوئے تو مجھے ان کی ہلاکت کا کوئی غم نہیں ہے۔

پھر اس زمین آسمان نے دیکھا کہ اموی شہزادے، مسلمہ کی اولادیں اور سلیمان بن عبدالملک کی اولادیں، جو ایک ایک بچے کے لئے اس زمانے میں، دس دس لاکھ درہم چھوڑ کے مرے، ان کی اولاد مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھ کے بھیک مانگا کرتی تھی، جیسے ابھی جمعے کے بعد بھکاری یہاں بھیک مانگیں گے اور عمر بن عبدالعزیزؒ کی اولاد ایک ایک مجلس میں سو سو گھوڑے اللہ کے نام پر خیرات کیا کرتے تھے۔

ہم پہلے مسلمان ہیں:

ہم تاجر بعد میں ہے، مسلمان پہلے ہیں، ہم افسر بعد میں ہیں، مسلمان پہلے ہیں، کسی بچوں کے باپ بعد میں ہیں، مسلمان پہلے ہیں، کسی بیوی کے خاوند بعد میں ہیں، مسلمان پہلے ہیں، کسی کے بچوں کی ماں وہ عورت بعد میں ہے، مسلمان پہلے ہے، کسی کی بیوی بعد میں ہے، مسلمان پہلے ہے۔

اللہ کو راضی کرتے ہوئے سب کچھ قربان کرنے کا حکم ہے، یہ نہیں ہے کہ اپنی خواہش پر حکم قربان کرو ہمیں یہ حکم ہے کہ میرے حکم پر اپنی خواہش کو قربان کرو۔

ہمارے بازار قوم شعیب والے نہ بنیں، وہ مذاق اڑانے لگے۔

کاروبار کیسے ہوگا؟

بچوں کو کہاں سے کھلائیں گے؟
پھر بھوکے مرجائیں؟
سکول کی فیسیں کہاں سے دیں؟
اس زمانے میں تو سکول نہیں تھے؟
دیانت داری سے کمائیں تو روٹی کہاں سے کھائیں؟
یہی شعیبؑ کی قوم کا جواب تھا پھر کہاں سے کھائیں؟
پھر کہاں سے کمائیں؟
تو چپ کر کے اپنے نفل پڑھا کر، اپنا اللہ اللہ کیا کر، ہمارے کاروبار میں دخل نہ دیا کر۔
جیسے ہم نے آج اسلام کو کہا ہوا ہے۔
مسجد میں آئیں گے۔
تجھے سلام کریں گے۔
نماز پڑھیں گے۔
جمعہ پڑھیں گے پر تو ہمارے بازار میں نہ آنا۔
کہیں تو ہمیں جھوٹ سے روک دے۔
بددیانتی سے روک دے۔
سود سے روک دے۔
خیانت سے روک دے۔
پھر تو ہماری تجارت ہی ٹھپ ہو جائے گی، تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم

پر تین عذاب مارے، پہلی کافر قومیں تھی ان پر ایک ایک عذاب آیا، یہ کافر کے ساتھ بددیانت تھے۔ لوگوں کا حق بھی لوٹتے تھے تو اللہ نے ان پر تین عذاب مارے۔

١ اخذتهم الرجفة زلزلہ

٢ اخذ الذين ظلموا الصيحة چیخ

٣ اخذهم عذاب يوم الظلة انگاروں کی بارش۔

ہماری جماعت شعیبؑ کی قوم کے علاقے میں گئی ہے، وہ اتنا ٹھنڈا علاقہ ہے کہ جب ہم وہاں سے گزرے تو وہاں تقریباً تین تین فٹ برف پڑی ہوئی تھی، ایسا ٹھنڈا علاقہ ہے، اللہ نے ایک گرم ہوا بھیجی، وہ جھلس گئے، تڑپ گئے، آبلے پڑ گئے، تو اس کے بعد ایک دم ہوا ٹھنڈی ہوئی، تو سارے بھاگ کے باہر آ گئے کہ شکر ہے ٹھنڈی ہوا آئی، اوپر سے بادل آیا، کہا شکر ہے بادل آیا، اس کے ساتھ ہی زمین میں زلزلہ آنا شروع ہوا اور اس کے اوپر فرشتے کی چیخ آئی اور اوپر وہ بادل کالا ایک دم سرخ ہو گیا، پھر اس میں سے ایک دم بڑے بڑے انگارے برسے، اور ساری شعیب علیہ السلام کی قوم کو اور مدین کی منڈی کو اللہ نے جلا کر راکھ کر دیا۔

اگر یہ بازاروں والے توبہ نہیں کریں گے تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان منڈیوں پر بھی وہ انگارے نہ برس جائیں، جو مدین کی قوم پر برسے تھے، اللہ تعالیٰ کی کسی سے رشتے داری کوئی نہیں ہے۔

حضور پاک ﷺ نے بھی خود کہا کہ:

ولیبتین اناس من امتی علی عشر وبطر ولھو ولعب فیصبحو قلمسخو قردہ وخنازیر بااستحلالھم المحارم واکلھم الربوا ولبسھم الحریر وشربھم الخمور واتخاذھم القینات وقطعیتھم الرحم

ایک زمانہ آئے گا، میری امت عیاش ہو جائے گی، بدمعاش ہو جائے گی، ناچ گانے کی رسیا ہو جائے گی، گانا بجانا ان کی گھٹی میں پڑ جائے گا، اور اس حال میں، ایک رات ایسی آئے گی کہ رات کو انسان سوئیں گے، صبح اٹھیں گے تو بندر اور خنزیر ہوں گے اور یہ اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے حرام کو حلال کر دیا ہوگا۔

بااستحلالھم المحارم

انہوں نے حلال کو حرام کر دیا ہوگا۔

واکلھم الربوا

اور سود کو ڈٹ کے کھاتے ہوں گے۔

ولیس ھم الحریر

اور مرد ریشم پہنیں گے،

سونے کی انگوٹھیاں، سونے کی چینیں، نوجوانوں نے گلے میں لٹکائی ہوئیں ہیں، سونے کی چین، سونے کی انگوٹھی، یہ کون سی لذت ہے، اس انگوٹھی کو پہننے میں جو اللہ کو بھی للکارا ہوا ہے اور اس کے رسول کو بھی للکارا ہوا ہے۔

آپ ﷺ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا:
''کاش میری امت کے نوجوان ریشم اور سونا استعمال نہ کریں''

یلیت امتی لم تلبس الذھب

کاش کہ میری امت سونے کا استعمال مت کرے۔

دیکھو کتنے نوجوان ہیں، جو ایسے ہی شوق میں ہیں، ان کو پتہ ہی نہیں کہ یہ اتنا بڑا جرم ہے، جن کو کچھ پتا ہے، تو نہ اللہ کا پتہ ہے، نہ روکنے والے کا پتہ ہے، نہ اس کی سزا کا پتا ہے۔ لہٰذا گاڑی چل رہی ہے، تو یہ عذاب کس پر ہوگا؟

حرام کو حلال کر دیں گے۔
سود کو کھائیں گے۔
ریشم کو پہنیں گے۔
سونا پہنیں گے۔
شراب پئیں گے۔
گانے بجانے میں مست ہو جائیں گے۔
رشتے ناتوں کا لحاظ ختم ہو جائے گا۔
ماں باپ کی تمیز ختم ہو جائے گی۔
بھائی بہن کی تمیز ختم ہو جائے گی۔
بڑے چھوٹے کا وقار ختم ہو جائے گا۔
جب یہ ہوگا تو یہ بھی ہوگا کہ یہ بندر اور خنزیر بنا دیے جائیں۔

تو قرآن کہہ رہا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تڑپنا:

وہ اللہ کا رسول جو ساری امت کے لئے روتا روتا دنیا سے اٹھ گیا اور ایسا رویا کہ کوئی نبی نہ رویا، ایسا تڑپا کہ کوئی نبی نہ تڑپا کہ اللہ کو ہزاروں دفعہ تسلیاں دینے کے لئے جبرائیل کو بھیجنا پڑا، قرآن بھیجنا پڑا کہ اپ اتنا کیوں روتے ہیں، ایک دفعہ میں نے وہ آیات جمع کی تھیں کہ جن میں اللہ تعالی نے اپنے نبی کو تسلی دی ہے، وہ اتنی بن گئیں کہ ان کو لکھنا مشکل ہوگیا، میرے لیے، وہ سو سے زائد آیات بنتی ہیں جس میں اللہ تعالی تسلی دے رہا ہے۔

لعلک باخع نفسلک الایکونو مومنین لعلک باخع نفسلک علی اثارھم الم یومنوا بھذا الحدیث اسفا فلا تذھب نفسلک علیھم حسرت ماانت علیھم بو کیل لست علیھم بمصیطر ماانت علیھم بجبار من کفر فلا یحزنک کفرہ

میرے بھائیو! اللہ کا رسول قیامت کے دن جب دیکھے گا ہماری نافرمانیاں کوتو کہے گا۔

یا رب ان قوم اتخذو ھذا القرآن مھجورا

اے میرے مولا! یہی ہے میری وہ امت جس نے میرے قرآن کو چھوڑ دیا۔

قرآن نے پکارا:

میرے قرآن نے پکارا، مسجد میں آؤ، انہوں نے مسجد کی راہیں چھوڑ دیں، مجھے بتاؤ یہ اتنا مجمع کہاں سے آ گیا ہے؟ یہ اس میں سے ایک تہائی باہر سے آیا ہوگا، یہ دو تہائی تو سارا انگلستان کالونی کا ہے۔

ان کے قدم باقی پانچ نمازوں میں کیوں نہیں اٹھتے؟

یہ کہاں چلے جاتے ہیں؟

کیا یہ اللہ کی دھرتی پر آٹھ دن نہیں رہتے؟

کیا یہ صرف آٹھویں دن اللہ کا رزق کھاتے ہیں؟

کیا یہ صرف آٹھویں دن اللہ کا پانی پیتے ہیں؟

کیا یہ صرف آٹھویں دن اللہ کی ہوا ٹنوں ٹن اپنے اندر لے جاتے ہیں؟

کیا یہ صرف آٹھویں دن اللہ کے دیئے ہوئے نور سے دیکھتے ہیں؟

کیا یہ صرف آٹھویں دن اپنے کانوں سے سنتے ہیں؟

کیا یہ صرف آٹھویں دن اپنے جسم کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں؟

سورج کی روشنی سے نفع اٹھاتے ہیں؟

کیا یہ صرف آٹھویں دن تاروں کی جھلملاہٹ سے نفع اٹھاتے ہیں؟

کیا یہ صرف آٹھویں دن اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں؟

اس پتھر دل کو کیا ہوا؟

کیوں نہیں اس کے دروازے پر دستک پہنچتی؟

یہ کیوں ویران ہو گیا؟
ایسے تو پتھر بھی سخت نہیں ہوتا۔

تم کیسے انسان ہو:

عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کہا کرتے تھے:
"اے ہندوستان والو! میں نے تمہیں اتنا قرآن سنایا کہ میں صرصر کو سناتا تو صبا بن جاتی۔ میں پتھروں کو سناتا تو موم ہو جاتے۔ میں دریاؤں کو سناتا تو طوفان تھم جاتے اور میں موجوں کو سناتا تو ان کی طغیانی رک جاتی"۔
پتہ نہیں تم کس چیز سے بنے ہو؟
کس خمیر سے بنے ہو؟
تمہارے سینوں میں دل نہیں ہیں، پتھر ہیں اور پتھر سے بھی زیادہ کوئی چیز سخت ہے؟

مناشد قسوه میں الحجارة

پتھر بھی اللہ کی ہیبت سے لرزتا ہے۔
کانپتا ہے پر تم کون سے انسان ہو۔ کیسے سینوں میں دل لیے پھرتے ہو کہ پانچ دفعہ اتنا بڑا بادشاہ تمہیں پکارے، تو تم اس کی پکار پر نہیں آتے۔

حی علی الصلوۃ

آؤ نماز کی طرف۔
ایک تھانیدار پکارے گلستان کالونی کا کہ تمہارا امن ہے آ جاؤ۔

تو سر پر پاؤں رکھ کے بھاگتے ہو، ڈی۔سی پکارے تو کام چھوڑ کے بھاگتے ہو۔

اور تمہارا زمین آسمان کا بادشاہ تمہیں دن میں پانچ دفعہ پکارے ا کانوں پر جوں نہ رینگے اور آٹھویں دن مسجد کو آرہے ہو۔

کیا آٹھویں دن کھانا کھایا ہے؟

کیا آج ہی پانی پیا ہے؟

کیا آج ہی چائے پی ہے؟

یہ ایسی جفا اپنے آپ سے کرتے،

شیطان سے کرتے،

ملک و مال سے کرتے،

اپنی دو کانوں سے کرتے،

یہ بے وفائی اللہ سے کیوں کی ہوئی ہے؟

نماز چھوڑنا سب سے بڑا جرم ہے:

جس زمین پر سجدہ نہ ادا ہو، اس سے بڑا بھی کوئی جرم ہے؟

زنا کرنے کو گناہ سمجھتے ہیں، نماز چھوڑ دینا زنا سے بڑا جرم ہے۔

رشوت کھانے کو گناہ سمجھتے ہیں، نماز کا چھوڑ دینا رشوت کھانے سے بڑا جرم ہے۔

قتل کر دینا بڑا گناہ سمجھتے ہیں، نماز کا چھوڑ دینا قتل سے بڑا جرم ہے۔ سجدے ہی کا انکار کیا تھا شیطان نے۔

شیطان نے کوئی زنا کیا تھا؟
کوئی قتل کیا تھا؟
کوئی شراب پی تھی؟
کوئی جوا کھیلا تھا؟
کیا کیا تھا؟
کوئی شرک کیا تھا؟

شیطان سجدے کا انکاری ہوا۔ ایک سجدے کا انکار کر کے وہ ہمیشہ کے لئے مردود ہو گیا، اس مسلمان کو ہوش نہیں ہے جو روزانہ دن میں پانچ دفعہ بیسیوں سجدوں کا انکار کیے بیٹھا ہوا ہے۔ اور پھر آرام سے روٹی کھاتا ہے۔

آرام سے چائے پی رہا ہے۔
آرام سے قہقہے لگا رہا ہے۔
آرام سے اخبار پڑھتا ہے۔
آرام سے بیوی کے پہلو میں لیٹتا ہے۔
ایک سجدے کا انکار ہو کر شیطان ہمیشہ کے لئے مردود ہوا۔
جس نے فجر کے سجدوں کا انکار کیا۔
پھر ظہر کے سجدوں کا مذاق اڑایا۔
پھر عصر کا مذاق اڑایا۔
پھر مغرب اور عشاء کا مذاق اڑایا۔

گھر میں نماز پڑھنا بھی چلو نہ پڑھنے سے تو بہتر ہے، پر یہ بھی نماز کا مذاق ہی ہے اور آٹھویں دن سر پر ٹوپی رکھ کے آیا، آٹھ دن، جس نے اتنے سجدوں کا انکار کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ کہیں اللہ اسے مردود نہ کردے۔

تو کیا ہوگا اس دن، جن بچوں کی خاطر یا جس نفس کی خاطر اللہ سے بغاوت کی کہ اٹھا نہیں جاتا، آیا نہیں جاتا، گرمی بڑی ہے، سردی بڑی ہے، اندھیرا بہت ہے۔

کیا قبر کے اندھیرے یاد نہیں ہیں؟
کیا قبر کی گرمی یاد نہیں ہے؟
کیا جہنم کی آگ بھول گئے؟
کیا جہنم کے عذاب بھول گئے؟
کیا جنت کی نعمتیں بھول گئے؟
وہ اللہ کا کلام بھول گئے؟
وہ اللہ کا دیدار بھول گئے؟
وہ اللہ سے ملاقات بھول گئے؟
وہ محبوب خدا کی محفل بھول گئے؟

یہ کیسا اسلام ہے؟:

یہ کیسا اسلام ہے؟ یہ کیسے پتھر دل ہیں، جو کمانے میں تو ایسے مست ہوئے کہ ہوش نہیں اور جب اللہ بلائے تو ایسے غافل ہو جائیں، نہ بوڑھے

اور جوان کو ہوش آئے، نہ کسی عورت کو ہوش آئے، نہ کسی مرد کو ہوش آئے، نہ بازار بند ہوں۔

میرے بھائیو! حکومت سے پیسہ بچانے کے لئے ہڑتالیں کیں، بیس بیس دن بازار نہ کھولے، نماز کے لئے اگر دو کانیں بند کرتے تو آج اللہ تعالٰی آپ کو ہر ظلم سے باہر نکال دیتا۔

کوئی ظالم نہ آپ کے مال پر ہاتھ ڈالتا۔

نہ آپ کی عزت وآبرو پر ہاتھ ڈالتا۔

دن دیہاڑے ڈاکے پڑے، کیوں پڑے کہ ہم باغی ہو گئے۔

ایسا وفاؤں والا اللہ:

ہم نے اللہ سے بغاوت کر دی، کیا جمعے کے دن صرف اللہ بلاتا ہے، یہ جمعے کے دن اتنے کیوں آتے ہیں؟ اور باقی دنوں میں کیوں نہیں آتے، یہ کیسی وفا ہے؟ ایسا وفاؤں والا اللہ، کہ:

زمین بولے، اے اللہ! اجازت دے میں گلستان کالونی کو نگل جاؤں۔

سمندر بولیں مولا! اجازت دے ہم چڑھ جائیں۔

فرشتے بولیں اے اللہ! اجازت دے ہم انہیں ہلاک کردیں۔

اور جس کے سجدے کا انکار ہوا پڑا، اور آٹھوں دن بازاروں میں جس کی شریعت کا مذاق اڑایا جارہا، وہ جس کی غیرت خود جوش میں آرہی،

کہ:

یہ میرے بنے ہوئے، گندے پانی کے بنے ہوئے، نطفے سے بنے ہوئے،

میری غذا کھا کر۔

میرا رزق کھا کر۔

میری غذاؤں سے زندہ۔

میرے پانیوں سے زندہ۔

میری روٹی سے زندہ۔

میرے دیے ہوئے گوشت سے زندہ۔

میرے دیے ہوئے نظام سے زندہ۔

یہ میرے ہی منکر بن گئے، پندرہ سو روپے کا ملازم آپ کو چائے کی پیالی نہ دے تو آپ کہتے ہیں چل چھٹی کر، ہم کوئی اور رکھلیں گے۔

اور جس نے اتنا بڑا وجود بخشا:

آنکھوں میں چراغ جلائے۔

کانوں میں فون لگائے۔

دماغ میں برقی روئیں دوڑائیں۔

دل کو دھڑکایا۔

سارے بدن کو خون پہنچانے کا نظام چلایا۔

پھیپھڑوں میں فیکٹریاں چلائیں۔

رگوں میں خون پہنچایا۔
ہڈیوں کو غذا پہنچائی۔
زبان کو بولنے کی طاقت دی۔
دانتوں کو کاٹنے کی طاقت دی۔
دو نالیں لگائیں۔

سانس کی الگ کردیں اور معدے کی الگ کردیں اور وہاں پر پردہ لگایا، جو غذا منہ میں جائے تو معدہ کھل جائے، اور پھیپھڑے کی طرف جانے والی نالی رک جائے، جو اللہ اتنی حفاظت کرے کہ آپ کا لقمہ آپ کے معدے میں جائے، وہ دونوں نالیاں بالکل ساتھ ہیں اور وہ اللہ اتنی طاقت والا ہے کہ سانس کی نالی بند کرے اور معدے کی نالی کا منہ کھولے، اور غذا کو منہ میں سے گزار کر وہ معدے میں پہنچائے، پھر ایک زبردست طاقتور نظام چلائے، اس کو توڑ کر آنتوں میں پہنچائے۔

پھر کروڑوں قسم کی فیکٹریوں کو حرکت دے اور اس میں سے خود کو کھینچے، غذاؤں کو کھینچے، پھیپھڑوں کو غذا، خون کو غذا، خون خود غذا لے کے چل رہا، آنتوں کو غذا، دماغ کو غذا، ہڈیوں کو غذا، ناخن کو غذا، ایک ناخن کھینچ لے تو ہم کیا کریں؟ کیا میرے مولا کا نظام ہے۔

تھوڑا سا ناخن زیادہ کٹ جائے تو سارا دن سی سی کرتا ہے، سارا دن ہائے ہائے کرتا ہے، یہی ناخن میرا رب کھینچ لے تو ہم تو ایک ناخن کا شکر ادا نہیں کر سکتے، یہ جوڑے بنا دیئے، سیدھا کر دے تو ہم اسی کا شکر ادا نہیں

کر سکتے۔

میرے بھائیو! یہ سب کچھ کر کے پھر ہم اللہ کے باغی ہو جائیں، ہے کوئی عقل میں آنے والی بات؟ ہے کوئی سوچ وچار کی بات کہ پندرہ سو روپے دیئے اور اس نے چائے کی پیالی نہ دی تو نکال دیا، اس نے گاہک کو ذیل نہیں کیا تو نکال دیا۔ اور یہ وجود کہاں سے خرید کے لائے؟ یہ زمین کس نے بچھا کے دی؟

وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ

اے میرے بندو! میں نے ہی تو تمہیں بنا کے دی۔

فاکھة دیکھو میں نے ہی تمہارے لیے پھل نکالا۔

والحب ذو العصف والریحان

میں نے ہی تمہارے لیے غلہ بھی بنایا اور بھوسا بھی بنایا۔

فبای الاء ربکما تکذبن

میری نعمتوں کو کیوں جھٹلاتے ہو؟

کیوں میرے باغی بنتے ہو؟

کس کس کا انکار کرتے ہو؟

دیکھتے نہیں ہو:

رب المشرق والمغرب رب المشرقین والمغربین

میں تمہارے مشرق کا بھی رب ہوں، مغرب کا بھی رب ہوں، شمال کا بھی رب ہو، جنوب کا بھی رب ہوں۔

فبای الاء ربکما تکذبن

پھر بھی تم میرے باغی ہو گئے؟ پھر بھی میری نعمتوں کو جھٹلاتے ہو؟

خلق الانسان من صلصال کاالفخار و خلق الجان من

مارج من النار

تمہیں مٹی سے بنایا، جن کو آگ سے بنایا۔

فبای الاء ربکما تکذبن

کیوں مجھے جھٹلاتے ہو، کیوں میری نعمتوں کا تم انکار کرتے ہو، تمہیں پتہ نہیں ہے؟ کہ میں نے دو پانی چلائے، ایک کڑوا، ایک میٹھا۔

بینھما برزخ

ان میں پردہ لگایا۔

لا یبغیان تا کہ کڑوا پانی میٹھے میں نہ چلا جائے، اگر میں پردہ ہٹا لوں، تو کڑوا میٹھے میں چلا جائے تو پھر نہ تمہیں دریا کا پانی میٹھا ملے، نہ زمین کا پانی میٹھا ملے۔

فبای الاء ربکما تکذبن

تم دیکھتے نہیں ہو، تمہاری کشتیاں میرے اتنے بڑے سمندر میں آرام سے، کراچی سے لے کر نیویارک تک چلی جاتی ہیں اور میں طوفانوں کو روکتا ہوں، موجوں کو لگام دیتا ہوں، پانی کو تھام کے رکھتا ہوں کہ تمہارے تنکوں جیسے جہاز میرے ایسے ہیبت اور خوفناک سمندروں پر ایک

کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک چلے جاتے ہیں فبای الاء ربکما تکذبن تمہیں پتہ نہیں ہے، تم سب مر جاؤ گے اور تمہارا رب ہمیشہ باقی رہے گا۔ فبای الاء ربکما تکذبن تمہیں پتہ نہیں ہے کہ ہر روز اس کی شان جدا ہے کل یوم ھو فی شان ٥ فبای الاء ربکما تکذبن نہیں سنتے ہو؟

سنفرغ لکم ایها الثقلن

پھر سن لو! میں عنقریب تمہارے لیے حساب کتاب کا نظام چلانے والا ہوں اور میں عنقریب تمہارے لیے فارغ ہونے والا ہوں۔

فبای الاء ربکما تکذبن

کیوں جھٹلاتے ہو؟ کیوں باغی بنتے ہو؟

اے انسان! ہوش میں آ۔ اے جنات ہوش میں آؤ۔ تمہیں اپنے رب کے نظام کا پتہ نہیں ہے؟ کہ اس نے جہنم کو بنایا ہوا ہے اور وہ دن تمہیں یاد نہیں ہے کہ آسمان۔

وردۃ کالدھان۔ اور۔ یُرسل علیکما شواظ من النار و نحاس فلا تنصران

تمہیں آگ کی مار، تمہیں پانیوں کی مار، تمہیں جہنم کی مار، کوئی بچا سکتا ہے؟

فبای الاء ربکما تکذبن

تمہیں پتہ نہیں ہے کہ اس دن مجرمین پہچانے جائیں گے۔ ان کے چہرے کالے ہوں گے۔

آنکھیں گہری ہوں گی۔
ہاتھ بندھے ہوں گے۔
پاؤں جکڑے ہوں گے۔
گردن میں طوق ہوں گے۔

فبای الاء ربکما تکذبن

تمہیں پتہ نہیں کہ میری دوزخ بھڑک رہی ہے اور لپک رہی ہے اور جھپٹ رہی ہے اور پکار رہی ہے۔

هل من مزید، هل من مزید

اے اللہ اور لے آ، یا اللہ اور لے آ۔

فبای الاء ربکما تکذبن

تمہیں کیا ہوگیا؟
تم کیوں میرے باغی ہوگئے؟ تم کیوں جھٹلاتے ہو؟
یہ بھی سن لو!

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جنتن

اگر تم مجھ سے ڈر گئے تو تمہارے لیے بڑی عالیشان جنتیں ہیں۔

فبای الاء ربکما تکذبن ○ ذوا تا افنان ○ فبای الاء ربکما تکذبن ○ فیها من کل فاکهة زوجن ○ فبای الاء ربکما تکذبن ○ فیها عینین تجریان ○ متکین علی فرش بطائنها من

استبرق٥وجنا الجنتين دان٥فيهن قصرات الطرف٥لم يطمثهن انس قبلهم ولا جان٥ كانهن الياقوت والمرجان٥هل جزاء الا احسان الا حسان٥فبای الاء ربكما تكذبن٥

کس رب سے تم بغاوت کر رہے ہو؟:

کس رب سے تم بغاوت کر رہے ہو؟
جس نے تمہارے لیے ایسا گلستان تیار کیا ہے، یہ بھی کوئی گلستان ہے کہ سارا دن مٹی ہی مٹی،
خاک ہی خاک،
دھول ہی دھول،
گرمی ہی گرمی،
آؤ میرا گلستان دیکھو:
جس میں سائے لمبے،
پانی بہتے ہوئے،
سائے پھیلے ہوئے،
درخت پھیلے ہوئے،
پھر بھرے ہوئے،
خوشے جھکے ہوئے،
پھل پکے ہوئے اور لٹکے ہوئے،

پرندے اڑتے ہوئے،
پانی اٹھتا ہوا،
پانی بہتا ہوا،
حوریں سجی ہوئیں،
غلمان کھڑے ہوئے،
تمہارا رب تمہاری خدمت کے لئے،
اور تمہیں کھلانے کے لیے،
اپنے دروازے کھولے ہوئے،
دربار لگائے ہوئے،
نبیوں کا ساتھ،
فرشتوں کا سلام،
غلاموں کا سلام،
اور فرش بچھے ہوئے،
قالین لگے ہوئے،
اور گاؤ تکیے لگے ہوئے،
جہاں جوانی ہمیشہ، زندگی ہمیشہ، محبت ہمیشہ۔
زندگی کو زوال نہیں،
جوانی کو زوال نہیں،
حکومت کو زوال نہیں،

ہر طاقت ابدل آبادکی،

وہ ذرا دیکھو تو سہی۔

کہ کیسے جنت کا سایہ دار درخت ہے اور اس کے نیچے تخت ہے اور اوپر خوشے پکے ہوئے ہیں اور اوپر تو بیٹھا ہوا ہے، تیرے ساتھ جنت کی خوبصورت بیویاں، تیری دنیا کی مومن بیویاں، جو جنت کی عورتوں سے بھی ستر ہزار گناہ زیادہ خوبصورت ہیں، وہ تیرے دائیں بائیں ہیں تو نیچے دیکھتا ہے تو جنت کی نہریں چلتی ہیں، اوپر دیکھتا ہے تو پھل جھکے ہوئے ہیں، پکے ہوئے ہیں۔ **فبای الاء ربکما تکذبن**...... اب میں کیا کیا کہوں میرے بندے تمہیں بتاؤں اور میری کس کس بات کا تم انکار کرو گے؟

آخر ہی کچھ شرم وحیا چاہیے، آخر ہی کچھ غیرت چاہیے۔

میرے بھائیو! اپنے اللہ کو راضی کریں،

جن دو کانوں کے پیچھے نمازیں چھوٹ گئیں،

جن دو کانوں کے پیچھے سچ کو طلاق ہوگئی،

جن دو کانوں کے پیچھے دیانت چلی گئی،

خیانت آ گئی، بددیانتی آ گئی۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بددیانت سے کہے گا:

وہ تو نے جو امانت کھائی لے کے آ،

کہے گا یا اللہ کہاں سے لاؤں؟

وہ تو دنیا میں رہ گئی،

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:
جہنم میں پڑی ہوئی ہے،
اب وہ جہنم میں کیسے جائے؟ تو
فرشتے ماریں گے کہیں گے چل اور وہ اس کو لے کے چلیں گے اور چلتے چلتے دوزخ کا سب سے خطرناک حصہ ہاویہ، وہاں اس کو لے کے جائیں گے، جہاں منافق رہتے ہیں، ایمان ہونے کے باوجود امانت کو کھانے والے لوگ ہاویہ میں چلے جائیں گے، جو منافقین کی آگ ہے، وہاں دیکھے گا کہ وہ جو مال دنیا میں دبایا تھا وہ وہاں پڑا ہوگا۔
کہے گا، اچھا یہاں پڑا ہے اتنے میں وہ تباہ ہو جائے گا اس کو اٹھائے گا، کندھے پر رکھے گا، پھر اوپر چڑھنا شروع کرے گا، جب دوزخ کے کنارے پر آجائے گا تو وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا اور پھر ہاویہ میں جا گرے گا اس کو فرشتے مار کر پھر کہیں گے جا واپس لے کے آ، پھر یہ واپس جائے گا، پھر اسے اٹھائے گا، پھر کندھے پر لے کے چڑھے گا جب کنارے پر آئے گا تو پھر اس کے ہاتھ سے چھوٹ جائے گی، اس کو پھر فرشتے مار کے نیچے گرا دیں گے، جا لے کے آ، اب یہ کبھی اس میں سے نہیں نکل سکتا۔
اس کمائی سے توبہ کریں یہ کمانا جہنم میں لے جائے گا اور ادھر دوسری سنو!

سیعلمون الیوم من اصحاب الکرم

ایک فرشتہ اعلان کرے گا، آج پتہ چلے گا عزت والے کون ہیں؟۔

تتجافی جنوبهم عن المضاجع

کہاں ہیں راتوں کو اٹھ کے نمازیں پڑھنے والے؟

نماز کی غفلت:

ارے میرے بھائیو! یہ نماز کی غفلت بہت بڑی ہلاکت ہے، میں کیسے سمجھاؤں؟ میں تو جب بھی جمعہ پڑھاتا ہوں میں یہ مضمون ضرور بیان کرتا ہوں، مجھے جب یہ مجمع نظر آتا ہے تو میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے کہ یہ آٹھویں دن آتے ہیں اور باقی دن کہاں ہوتے ہیں؟

یہ کیوں نہیں سمجھتے، کیا ہو گیا؟

ان کے کانوں میں ڈاٹ لگ گیا؟

یا دل کے اوپر کوئی پردہ آ گیا،

میں کوئی عربی میں بات کرتا ہوں جو سمجھ میں نہیں آتی،

یا میں کوئی ان سے چندے کا مطالبہ کر رہا ہوں،

یا کوئی اپنی ذات کے لئے سوال کر رہا ہوں

یا اپنی شخصیت کی دعوت دے رہا ہوں

آج نماز عزت دلائے گی سب سے پہلا اعلان ہوگا، آج پتہ چلے گا عزت والے کون ہیں؟

کہاں ہیں راتوں کو اٹھ کے نماز پڑھنے والے؟ اور اللہ کے نام پر خرچ کرنے والے؟ صرف نماز نہیں، زکوۃ بھی دینی پڑے گی، پیسہ ہے زکوۃ نہیں دے رہے، پیسہ ہے اللہ کے نام پر خرچ نہیں کر رہے۔

بھائیو! اللہ کے واسطے اللہ کے نام پر خرچ کرنا سیکھیں، اپنے آپ کو سادگی پر لائیں اور اللہ کے نام پر لٹنا سیکھیں، اللہ آپ کی نسل کو واپس کرے گا صرف آپ کو نہیں بلکہ آپ کی نسلوں کو واپس کرے گا۔

آپ اللہ کو قرضہ دے رہے ہیں، کسی ایرے غیرے کو قرضہ نہیں دے رہے، یہاں مسجدوں والے چندے مانگ رہے ہیں، بھائی مسجد کو چندہ دو، مدرسوں والے چندے مانگ رہے کہ مدرسوں کو چندے دو، یہ تو مسلمان کی غیرت کے خلاف ہے کہ اللہ کے گھر میں مسجد کے لئے چندہ مانگا جائے، اور کہیں صندوقچیاں پھیلا رہے ہیں، کہیں جھولیاں پھیلا رہے ہیں، ایسی مجھے شرم آتی ہے یہ کرنے والوں پر بھی میں کیا کہوں ان کی عقلوں پر بھی پردہ ہے کہ اللہ کے گھر میں مخلوق کے سامنے جھولی پھیلاتے ہیں اور پھر ان مسلمانوں کی آنکھوں پر بھی پردہ ہے کہ ان کو غیرت نہیں آتی کہ مسجد کے لئے جھولی پھیلائی جارہی ہو اور یہ گھروں میں اچھا خاصا کھاتے پیتے ہوں اور مسجد کے لئے جھولی پھیلائی جائے اور مسجد کے لیے صندوق رکھے جائیں اور ہر نماز کے بعد مدرسے کے لیے لوگ چندہ مانگ رہے ہوں یہ ایمان کی غیرت کے خلاف ہے، مسلمان کی سخاوت کے خلاف ہے کہ اس طرح مسجد کے لیے جھولیاں پھیلائیں اور مسجد کے لیے صندوق لئے پھریں، ہم تو اللہ کے نام پر بے دھڑک لگائیں۔

واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ

67 دفعہ یہ حکم ملا ہے، اور ہر دفعہ زکوۃ کے ساتھ نماز کا حکم ہے، نماز پڑھنے والے زیادہ ہیں نسبتاً زکوۃ دینے والوں سے، زکوۃ دینے والے

تھوڑے ہیں، کیونکہ پیسہ جاتے ہوئے جان جاتی ہے، ہمیں نہ دیں اپنے غریب رشتہ داروں کو تلاش کر کے دیں۔

آج جو صحیح دیانت دار تنخواہ دار ہے وہ بھی مستحق زکوۃ ہے اگر وہ دیانت دار ہے تو، اگر وہ کسی سے رشوت نہیں لیتا تو، آج کا ایس پی بھی مستحق زکوۃ ہے میرا ایک دوست ہے۔ ایس۔ پی، کہنے لگا میں زکوۃ کا مستحق ہوں حالانکہ میں ملتان کا ایس۔ پی ہوں، پندرہ دن میرے گھر میں سالن پکتا ہے اور کبھی نہیں پکتا، اپنے اوپر صرف خرچ کرنا، بچے کو کھلونے کی خواہش تو ایک ہزار روپے کے صرف کھلونے لے کے دے دیئے، یہ کیا ظلم ہے کہ ہزار روپے کے کھلونے بچے کو لے کے دے دیئے، کیا اللہ نہیں پوچھے گا کہ اس ہزار روپے سے کسی غریب کے گھر کا دیا جل سکتا تھا اور کسی غریب کا ایک ہفتہ گزر سکتا تھا۔ تیرے کسی مسکین رشتے دار کے گھر میں بھی کچھ سالن پک سکتا تھا۔

رزق دیا تو اس کا ہوش نہیں کہ اس کا حق ادا کریں، جان دی تو اس کا ہوش نہیں کہ اس کا حق ادا کریں، سجدہ جان کا حق ہے اور زکوۃ اور صدقات مال کا حق ہے، میں کب اپنے لیے مانگ رہا ہوں، میں کہہ رہا ہوں کہ اپنے غریب رشتہ داروں کو دیں ان کی تلاش کریں، اپنی بیویوں سے پوچھو سونے کی زکوۃ دی ہے؟ نہ دی تو خود پکڑی جائے گی تیرا زیور تیرے لیے گنجا سانپ بن کے تیری زبان کو ڈسے گا، اس نے کہا میں نے تو بچیوں کے لئے سنبھال کے رکھا ہے، اس کی زکوۃ دو پھر ٹھیک ہے، نہیں تو یہ مال پکڑوا دے

گا، قیامت کے دن، نماز نہیں چھڑا سکتی اگر زکوۃ نہیں دی، اور زکوۃ نہیں چھڑا سکتی اگر نماز نہیں پڑھی، پچاس لاکھ کی مسجد بنادی، اگر خود نمازی نہیں تو یہ مسجد بنانا اسے جہنم سے نہیں بچا سکتا۔

میرے بھائیو! اپنی جان کا بھی صحیح استعمال کریں اور اپنے مال کا بھی صحیح استعمال کریں، ہم ایسے اندھے نہیں ہیں کہ جو بچے نے چاہا لا کے دے دیا، جو بیگم نے مانگا اٹھا کے دے دیا، نہیں ہم پہلے دیکھیں گے۔

حضرت عثمانؓ کے پاس ایک سائل آیا، حضور ﷺ سے مانگنے آیا تھا، آپ نے کہا عثمانؓ کے پاس چلے جاؤ، عثمانؓ سے مانگنے گیا، وہ بیوی سے لڑ رہے تھے، کس بات پر؟ یوں کہہ رہے تھے اللہ کی بندی! رات تو نے چراغ میں بتی موٹی ڈالی دی، وہ بتی ڈالتے تھے روئی کی، تو تیل زیادہ جل گیا، تو یہ کہنے لگے یہ کس کنجوس کے پاس بھیج دیا، جو بیوی پر لڑ رہا ہو، کیوں تو نے بتی موٹی ڈالی ہے، تو یہ مجھے دے گا، مجھے تو یہ دمڑی بھی نہیں دے گا۔

جب ان کو باہر بلایا اور خیرات مانگی کہا وہاں سے آیا ہوں، تو اندر گئے اور ایک تھیلی اٹھائی نہ پوچھا کہ کتنے چاہئے نہ پوچھا کہ کون ہو؟ تین ہزار درہم اٹھا کے دے دیئے وہ حیران ہو کے کہنے لگا، یار ایک بات تو بتاؤ، کہا کیا؟ کہا یہ مجھے تو تو نے اتنے دے دیئے کہ میری اگلی نسل کو بھی کافی ہیں، اور خود بیوی سے لڑ رہا تھا کہ بتی موٹی کیوں کر دی، کہنے لگے وہ اپنی ذات پر خرچ تھا وہ پھونک پھونک کے کرنا ہے یہ اللہ کو دے رہا ہوں جتنا مرضی دے دوں، یہ تجھے تھوڑا ہی دے رہا ہوں، اللہ کو دے رہا ہوں۔

تو اپنی جان کو بھی اللہ پر لگائیں اور اپنے مال کو بھی اللہ پر لگائیں۔ اپنی کمائیوں کو حلال پر لائیں، اپنی اولاد کو اور بیویوں کو سمجھا دیں کہ ہم تمہاری خاطر دوزخ میں نہیں جاسکتے۔ ہم اس پر توبہ کریں، اور مسجد کی یہ آبادی ہر وقت ہونی چاہئے، چلو جو کوئی جہاں سے بھی آیا ہے، وہ مسجد کا عادی بنے۔

1991ء میں اردن میں ہماری جماعت گئی ہم اسرائیل کے بارڈر پر چلے گئے، آمدورفت بات چیت ہوتی رہتی ہے چونکہ کچھ عرب ادھر رہتے ہیں، کچھ عرب ادھر رہتے ہیں، رشتے داریاں ہیں، تو کہا یہ یہودی ہم سے پوچھتے ہیں، تمہاری فجر میں نمازی کتنے ہوتے ہیں اور تمہارے جمعے میں نمازی کتنے ہوتے ہیں۔

ہم نے پوچھا یہ تحقیق کیوں کرتے ہو؟

انہوں نے کہا ہماری کتابوں میں یہ ہے کہ جب فجر کی نماز کے نمازی اور جمعے کی نماز کے نمازیوں کی تعداد برابر ہو جائے گی تو یہودی دنیا سے مٹ جائیں گے۔

اب یہاں فجر میں ڈیڑھ صف ہوتی ہے اور جمعے میں باہر بھی صفیں بنی پڑیں، چلو میں کہتا ہوں مان لیا **1/3** طبقہ باہر سے آیا ہے، یہ **2/3** تو یہیں سے اٹھ کے آیا ہے، یہ ہر نماز میں کیوں نہیں آتا؟

میرے بھائیو! اپنے حال پر رحم کریں، اللہ کے واسطے میری پکار کو سنیں، میں آپ کو کوئی فلسفہ نہیں سمجھا رہا میں ہر جمعے جب آتا ہوں میں یہی مضمون بیان کرتا ہوں، میں روزانہ آپ کو نیا بیان سنا سکتا ہوں، تین سو

ساٹھ دن ہیں، میں اللہ کے فضل سے تین سو ساٹھ دن میں آپ کو تین سو ساٹھ نئے بیان سنا سکتا ہوں یہ میں یہاں بیان کرنے نہیں بیٹھتا، اپنا دکھڑا میں روتا ہوں کہ پوری گلستان کا لوٹی جہنم کی طرف جائے اور میری ہائے نہ نکلے تو میں ڈوب کے مرجاؤں، جلتا کتا ہم نہیں دیکھ سکتے اور اس پر ہمارے آنسو نکل پڑیں، چوہے کو ہم جلتا نہیں دیکھ سکتے اور میں اتنی شکلوں کو جہنم میں جاتا دیکھوں۔

جس نے فجر آج نہیں پڑھی، اس نے اپنے آپ پر جہنم کو واجب کرلیا، جو اب آئندہ عصر نہیں پڑھے گا اس پر جہنم واجب ہوگئی، پھر میں کیا مضمون بیان کروں؟ کیا فلسفے بیان کروں؟ اس لیے میرے بھائیو! اپنی ذات پر رحم کریں، اپنے بچوں پر رحم کریں، اپنے گھر والوں پر رحم کریں، مسجد کی دوڑ لگائیں اپنے مال کو اللہ کے نام پر خرچ فرما کریں تا یہاں بھی جہان بنے اور وہاں بھی جہان بنے۔

کیا زندگی ہے؟ چلتے چلتے سانس نکل جاتا ہے۔ پھر یوں مٹ جاتے ہیں، جیسے دنیا میں کبھی آئے نہ تھے، پوتے پوچھتے ہیں ابا دادا کی قبر کہاں ہے؟ ابا کہتا ہے بیٹا یہیں کہیں ہوگی، پتہ نہیں کہاں ہے؟

ارے آج تو اگلی نسل دادے کی قبر نہیں دیکھ سکتی، ہم اس دنیا کی خاطر اللہ کے باغی ہوجائیں اس بے وفا جہان کی خاطر اللہ سے بغاوت کرجائیں۔ جو ایسا مہربان ہے، جو ایسا کریم ہے۔